شرح الصدور

المسمّٰی

حدیثِ قبور

مؤلف

امام شوکانی

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر جمعیۃ منزل بربرشاہ سرینگر ۱۹۰۰۰۱

Scanned with OKEN Scanner

شرح الصدور

بحث قبور

مصنف

امام شوکانی

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر جمعیۃ منزل، بمنا، سرینگر ۱۹۰۰۰۱

Scanned with OKEN Scanner

سلسلہ اشاعت سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

نام کتاب	:	حدیث قبور
نام مصنف	:	امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ
نام مترجم	:	عبدالمتین میمن جوناگڑھی
ناشر	:	سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
طابع	:	مجلس الدعوۃ الاسلامیہ دہلی
مطبع	:	ایس ایس پریس دہلی
کتابت	:	اسرار احمد اثری
سنہ اشاعت	:	جنوری ۱۹۹۰ء

ملنے کے پتے

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جمعیۃ منزل۔ بربرشاہ۔ سرینگر کشمیر

مکتبہ مسلم بربرشاہ۔ سرینگر۔ کشمیر ۱۹۰۰۰۱۔

Scanned with OKEN Scanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ المطہرین وصحبہ المکرمین۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ جب مسلمانوں میں یہ اختلاف پیدا ہو جائے کہ فلاں چیز بدعت ہے یا غیر بدعت، مکروہ ہے یا غیر مکروہ، حرام ہے یا غیر حرام وغیرہ ہے تو سلف سے خلف تک، اور زمانہ صحابہؓ سے ہمارے زمانے تک تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مجتہد اماموں کے درمیان دینی امور میں اختلاف کے وقت اللہ سبحانہٗ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف لوٹنا واجب ہے قرآن مجید کا فیصلہ یہی ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاِن تَنَازَعتُم فِی شَیءٍ فَرُدُّوہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُول۔ اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس چیز کو لوٹا دو۔ (النساء ۵۹)

اللہ کی طرف لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب سے فیصلہ کرالو۔ اور رسول کی طرف لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف لوٹا دو اور فیصلہ کرالو۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ جس میں تمام مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے مجتہدین میں سے جب کوئی مجتہد کہے کہ یہ چیز حلال ہے اور دوسرا کہے کہ یہ چیز حرام ہے تو اب دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے زیادہ حق پر نہیں ہے۔ اگرچہ ان میں سے ایک علم میں دوسرے سے زیادہ ہو یا عمر میں بڑا ہو، یا زمانے میں آگے ہو، اس لئے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے اور شریعت مطہرہ کے ماننے والوں میں سے وہ بھی ایک ماننے والا ہے اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ کا وہی مطالبہ ہے جو اس کے سوا دوسرے بندوں سے ہے۔ اس کے علم کی

کثرت اور اس کے درجۂ اجتہاد کو پہونچنے کی وجہ سے وہ اس شریعت سے باہر نہیں ہو سکتا جس شریعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے رکھا ہے، بلکہ عالم جب بھی اپنے علم میں اونچا ہوتا جائے گا تو شریعت کے احکام اور بھی زیادہ اس پر آتے جائیں گے بہ نسبت دوسرے کے۔ عالم کے اوپر سختی کے ساتھ حق پر قائم رہنا اور شرعی باتوں کو کھول کھول کر سمجھانا بھی عائد ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ (آل عمران ۱۸۷) اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے یہ قول و قرار لیا کہ تم ضرور ضرور بیان کر کر کے لوگوں کو بتانا اور اس کو چھپانا نہیں۔

اور فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (البقرۃ ۱۵۹) وہ لوگ جو ہماری نازل کردہ ہدایت اور دلیلوں کو چھپا لیتے ہیں اس کے بعد کہ ہم نے لوگوں کے لئے بیان کر دیا ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنیوالوں کی بھی لعنت ہے ان پر۔

اگر اللہ تعالیٰ نے اسے علم دے کر شریعت کو پہنچانے کی مزید ذمہ داری نہ بھی سونپی ہوتی تب بھی ہماری ذکر کردہ یہ بات کافی تھی کہ عالم بھی شریعت کے دائرے سے اور لوگوں کی طرح نہیں نکل سکتا۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ علم کی وجہ سے شریعت کی مزید تکلیف ان پر عائد ہوتی ہے اور اگر یہ عالم کوئی گناہ کریں تو ان کا گناہ بھی سخت مانا جائے گا اور جاہل سے زیادہ اس کی پکڑ ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو جہالت کی حالت میں برائی کرے۔ اور جس طرح بہت سی آیات میں علماء یہود کا بیان فرمایا ہے جب کہ انہوں نے اپنے اوپر عائد شدہ شریعت کی خلاف ورزی کی حالاں کہ وہ اللہ کی کتاب سکھاتے بھی تھے اور پڑھتے بھی تھے۔ یہ ماتم ان پر اللہ کی کتاب میں اور ان کی کتابوں میں بڑا زبردست کیا گیا ہے اور اسی طرح صحیح میں بھی فرمایا۔

اِنَّ اَوَّلَ مَنْ تُسَعَّرُ بِهِمْ جَهَنَّمُ الْعَالِمُ الَّذِیْ یَاْمُرُ النَّاسَ وَلَا یَاْتَمِرُ وَ مَنْهَاهُمْ وَلَا یَنْتَهِیْ ۔ سب سے پہلے جن سے جہنم سلگائی جائے گی وہ عالم ہوگا جو لوگوں کو حکم کریگا مگر اس پر خود نہیں چلے گا اور انکو روکے گا مگر خود نہیں رکے گا۔

یہ بات معلوم ہو چکی کہ علم اور اس کی کثرت اور عالم کا عرفان کے درجے پر پہنچنے کے بعد بھی شریعت پر عمل کرنے سے چھٹکارا نہیں مل سکتا بلکہ اور زیادہ ہی شرعی تکلیف اس پر عائد ہو جاتی ہے اور اس عالم کو ایسے کام کرنے کے لئے مخاطب کیا جاتا ہے جس سے جاہل آدمی کو مخاطب نہیں کیا جا سکتا اور شریعت کی ذمہ داری اور پابندی ایک جاہل سے زیادہ عالم پر عائد ہوتی ہے اور اس کا گناہ بھی سخت اور اس کی سزا بھی کڑی رکھی گئی ہے اس بات سے شریعت کا تھوڑا سا شعور رکھنے والا بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اس معنیٰ و مطلب کی آیتیں اور حدیثیں اگر جمع کی جائیں تو ایک مستقل کتاب اور ایک بڑی تصنیف بن جائے لیکن ہماری غرض یہ نہیں ہے۔ ہمارا مقصد تو یہ بتانا ہے کہ شریعت کی پابندی عالم پر بھی اسی طرح ہے جس طرح ایک عام آدمی پر ہے۔ البتہ مزید ذمہ داری اور خصوصی جوابدہی عالم پر زیادہ ہے جیسا کہ آپ نے ابھی دونوں کا رتبہ ملاحظہ فرمایا ہے۔

اس بیان سے یہ بات طے ہو گئی کہ اختلاف کرنیوالے کسی بھی عالم یا ان کے متبعین یا مقلدین میں سے کوئی بھی اپنی جانب سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ حق فلاں کے ساتھ یا فلاں کیساتھ ہے بلکہ اگر تھوڑی بھی تمیز اور شعور ہے تو اس پر واجب ہے کہ اختلاف کے وقت اختلافی چیز کو اللہ کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف لوٹا دے اور اب جسکے پاس کتاب و سنت کی صحیح دلیل ہو وہی حق پر ہے اور حق بات کے نزدیک ہے اور جو کتاب و سنت کی دلیل سے خالی ہو وہی خطا پر ہے۔ اور اس خطا پر وہ گنہ گار اس وقت نہیں ہوگا جب کہ اس نے اپنی کوشش کے ساتھ اجتہاد کا حق ادا کیا ہے اب وہ معذور ہے بلکہ ماجور یعنی اجر کا مستحق ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ اِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِنْ اجْتَهَدَ فَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ۔ جب حاکم اجتہاد یعنی سمجھ بوجھ کر

صحیح بات تک پہنچنے کی کوشش کرے اور صحیح بات پر پہونچ جائے تو اس کو دوگنا اجر ہے لیکن اگر خطا کرے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

دیکھو اس خطا کار کو کہ اس کے کرنے والے کو ایک اجر ہے۔ لیکن یہ بات صرف مجتہد کے اپنے لئے ہے۔ دوسرے کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی غلطی اور خطار کا اتباع کرے۔ یہ اتباع کرنے والا نہ اس مجتہد کی معذور سمجھا جائے گا اور نہ اس پر اسے اجر ملے گا بلکہ دوسرے پر واجب ہے کہ وہ مجتہد کی اقتدار غلطی میں چھوڑ دے اور اس حق کی طرف لوٹ جائے جس پر کتاب وسنت سے دلیل مل رہی ہے اور اختلافی امر میں جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹیں اور رجوع کریں تو جس کے متعلق کتاب وسنت سے دلیل مل جائے وہی حق پر ہے اگرچہ وہ صرف ایک ہی ہو اور جس کے متعلق کتاب وسنت سے دلیل نہ ملے وہ حق پر نہیں ہے بلکہ غلطی پر ہے اگرچہ ایسے لوگ تعداد میں زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔ لہذا کسی عالم یا طالب علم یا کسی بھی ایسے شخص کے لئے جو تھوڑی سی سمجھ بوجھ رکھتا ہے یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ جس عالم کی اقتدار کرتا ہے حق اسی کے ساتھ ہے، اگرچہ کتاب وسنت کی دلیل اس کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ میں ہو یہ بڑی جہالت ہے اور بڑا خراب تعصب ہے، جو بیک وقت اسے دائرۂ انصاف سے باہر نکال کر پھینک دیتا ہے۔ اس لئے کہ حق لوگوں سے نہیں پہچانا جاتا بلکہ لوگ حق سے پہچانے جاتے ہیں۔ مجتہد عالموں اور محقق علماء میں سے کوئی بھی معصوم نہیں ہے اور جو معصوم نہ ہو اس سے اسی طرح غلطی ہو سکتی ہے جس طرح وہ صحیح بات کو پہنچ سکتا ہے کبھی اس سے غلطی ہوگی اور کبھی وہ صحیح بات کو پہونچ جائے گا۔ اس کی غلطی میں سے صحیح بات اسی وقت پہچانی جائے گی جبکہ کتاب وسنت کی دلیل کی طرف رجوع کیا جائے۔ اگر کتاب وسنت کے موافق اس کی بات نکلے تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے، اور یہ ایسی بات ہے جس میں تمام مسلمانوں کا اول سے آخر تک، اگلوں سے پچھلوں تک کوئی جھگڑا اور اختلاف نہیں ہے۔ علم کا تھوڑا سا حصہ اور معرفت کا ذرا سا نصیبہ رکھنے والا بھی یہ بات سمجھتا ہے۔ اور جو نہ سمجھے پھر بھی بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارنے لگے تو وہ اپنے آپ ہی کو قصوروار سمجھے کہ جس چیز کے لائق وہ نہیں تھا اس

میں غور و خوض کرنیکا اس نے گناہ کیا ہے اور جہاں تک اس میں جانے کی طاقت نہیں تھی وہاں داخل ہونیکی اس نے کوشش کی اور اپنی سمجھ لڑانیکا جتن کیا ہے۔ اس پر ضروری تھا کہ اپنی زبان و قلم روک کر پہلے علم حاصل کرتا اور ان اجتہادی علوم کے لئے اپنے آپ کو پہلے وقف کر دیتا جو علوم اسے کتاب و سنت تک لیجاتے اور کتاب و سنت کا معنیٰ و مطلب سمجھنے میں مددگار بنتے اور ان ہی علوم سے اسے دلائل میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی اور اسی سے وہ حدیث اور علم حدیث کی تلاش و جستجو میں محنت و اجتہاد کرتے تاکہ اسے صحیح اور غلط میں، مقبول و مردود میں تمیز کرنا آئے اور اس امت کے اگلے پچھلے بڑے بڑے اماموں کے کلام دیکھے تاکہ اپنے مطلوب تک پہونچ سکے اور اگر یہ کوشش نہیں کرتا اور ویسے ہی تمیز اور اصول سیکھے بغیر علم میں اگر مشغول ہو گیا تو ایسی غلطیاں اس سے سرزد ہونگی کہ کاش وہ (بے علم اور بے اصول رہکر) بیکار باتوں سے رک جاتا اور جو نہیں جانتا تھا اس میں بحث کرنے سے بہتر تھا کہ خاموش رہ جاتا۔

اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب ادب سکھایا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ رَحِمَ اللّٰہُ اَمْرَأً قَالَ خَیْرًا اَوْ صَمَتَ۔ اللہ اس آدمی پر رحم فرمائے جو اچھی بات زبان سے نکالے یا خاموش رہے۔

اس شخص کو دیکھو کہ علمی بحثوں میں زبان چلا رہا ہے اور خود کو رد کر علماء سے تعصب رکھتا ہے اور ان باتوں میں کسی کو غلط اور کسی کو صحیح بتا رہا ہے جن باتوں کو نہ اس نے سیکھا ہے اور نہ برابر سمجھا ہے۔ نہ زبان سے اچھی بات نکالتا ہے اور نہ خاموش رہتا ہے یعنی اس ادب و شعور کو قبول نہ کر سکا جس کی طرف رسول اللہ صلعم نے رہنمائی فرمائی ہے۔ (افسوس)

مذکورہ بالا باتوں سے یہ معاملہ اچھی طرح سمجھ میں آ گیا کہ اختلافی باتوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرنا واجب ہے اور یہ بات خود قرآن سے ثابت ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور اسی سے یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ جو شخص یہ زعم کرے کہ اختلافی مسائل میں غلطی کرنے والے علماء کا اس طریقے کے علاوہ کسی اور طرح بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے تو وہ کتاب اللہ کے خلاف بول رہا ہے اور مسلمانوں کے اجماع کے خلاف کہہ رہا ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

اللہ تعالیٰ آپ کو رشد و ہدایت سے نوازے، دیکھو کہ ایسا زعمِ باطل رکھنے والے نے اپنے اوپر کیسا ظلم کیا اور ایسی کھلم کھلا غلط بیانی کر کے اپنے آپ کو کیسی مصیبت میں ڈال دیا۔ اور کیسی پُر تقصیر بلا میں گھر کر قصور وار ٹھہرا اور اپنی اوقات سے بڑھ کر ایسے بول بولا جس نے اسے سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا۔

آئیے! ہم نے آپ کو اب تک اہلِ علم کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اور اسے قرآن و حدیث کے سامنے پیش کر کے فیصلہ کرانے کے متعلق جو ذکر کیا ہے اس کی ایک مثال دیکر آپ کو میں بتاتا ہوں تاکہ آپ یہ سمجھ لیں کہ کون صحیح ہے اور کون غلط ہے اور کس کے ہاتھ میں حق ہے اور کس کے ہاتھ میں نہیں ہے، اور آپ اچھی طرح سمجھ لیں کہ حق کسے کہتے ہیں اور اس کی صورت کھل کر آپ کے سامنے آجائے کیونکہ جب کسی چیز کی مثال بیان کی جائے اور اس کی صورت بنا کر دکھادی جائے تو وہ چیز صحیح عقل و فہم رکھنے والوں کے سامنے بالکل واضح اور شفاف بن کر سامنے آجاتی ہے۔ ذرا بھی ڈھکی چھپی نہیں رہتی۔ ان کٹ حجتوں سے قطعِ نظر جنہیں علم و عرفان کا ذرا سا بھی حصہ نہیں ملا۔

ہم اپنے لکھنے اور ذکر کرنے کے مطابق جس مسئلے کی مثال دے رہے ہیں وہ وہی مسئلہ ہے جس پر ہمارے زمانے میں اور ہمارے ملک میں آج خوب چرچا ہو رہا ہے اور وہ مسئلہ حسبِ ذیل ہے۔

قبروں کو اونچا کرنے اور اس پر عمارت بنانیکا اور اس پر قبے تعمیر کرنیکا

مسئلہ جیسا کہ لوگ مسجدوں کو بناتے ہیں

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اچھی طرح یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک اول و آخر، سابق و لاحق تمام لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ قبروں کو اونچا کرنا اور اس پر عمارتیں بنانا ایسی بدعتوں میں سے ایک بدعت ہے جس کی ممانعت دین میں ثابت ہو چکی ہے اور اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وعید شدید موجود ہے جس کا بیان عنقریب آئیگا انشاء اللہ۔ اور وہ دلیل اس کی مخالفت تمام مسلمانوں میں سے کسی نے بھی نہیں کی لیکن صرف امام یحییٰ بن حمزہ کا بیان اس طرح کا ہے کہ بزرگوں کی قبروں اور مزاروں پر قبے بنانے میں ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں اور ان کے سوا کسی نے بھی ایسا نہیں کہا اور ان کے علاوہ کسی کے متعلق ایسا بیان منسوب نہیں کیا گیا۔ اور زیدیہ فرقہ کے جن مولفین نے اپنی اپنی فقہ کی کتابوں میں قبروں پر قبوں کی تعمیر کا جو ذکر کیا ہے وہ امام یحییٰ ہی کے قول پر اور ان کی اقتدار کرتے ہوئے ایسا لکھدیا ہے۔

امام یحییٰ کے ہم زمانہ کسی بھی عالم کا بیان ہم اس طرح نہیں پاتے اور ان سے اگلوں کا بھی کوئی بیان اس طرح کا نہیں ملتا۔ نہ اہل بیت میں سے کسی نے ایسا کہا اور نہ ان کے علاوہ کسی نے ایسا کہا، اور یہی تحقیق صاحب کتاب "البحر" کی ہے۔ البحر کے مصنف زیدیہ فرقہ کے زبردست مدرسین میں سے ہیں اور ان کے مذہب کی مرکزی شخصیت ہیں اور ان کے آپس کے

اختلاف میں ان کا فیصلہ بڑا اہم مانا جاتا ہے اور ان کے اپنے اور دوسروں کے درمیان اختلاف میں بھی ان کا فتویٰ بڑا اونچا سمجھا جاتا ہے بلکہ فقہی مسائل میں مجتہدین کے درمیان ان ہی کی بات چلتی ہے۔ آج کے زمانے میں صاحب البحر ہی مرجع ہیں اور آج مجتہدین کے اقوال میں نفی اور اثبات کے اختلاف کی حقیقت جاننے کے لیے ان ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ البحر جیسی زبردست کتاب کے مصنف نے بھی بزرگوں کی قبروں پر قبے بنانے اور ان پر عمارتیں بنانے کا قول صرف امام یحییٰ کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ بزرگوں اور بادشاہوں کی قبروں پر قبے اور عمارتیں بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ آج مسلمان اسے استعمال کرتے ہیں اور انکار نہیں کرتے۔

اس بیان سے آپ کو یہ ضرور معلوم ہو گیا کہ امام یحییٰ نے قبروں پر قبے اور عمارتیں بنانے کی دلیل صرف یہ بتائی ہے کہ "مسلمانوں کا استعمال اور عدم انکار" صاحب "البحر" نے ان کی یہی دلیل ذکر کی ہے جس سے امام یحییٰ نے دلیل پکڑی ہے۔ قبے اور عمارتیں بنانے کا دارومدار اسی دلیل پر ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی دلیل نہیں لائے۔

جب آپ کو ان کی یہ دلیل معلوم ہو گئی تو یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ امام یحییٰ ایک طرف اور تمام مسلمان اور تمام صحابہ اور تابعین اور چاروں مذہب اور تمام متقدمین اور متاخرین ایک طرف۔ اور وہ تمام مجتہدین اول سے آخر تک جنہوں نے امام یحییٰ کا قول اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے تو محض ان کا قول نقل کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس کو قبول بھی کر لیا ہے اور اپنا مذہب بنا لیا ہے۔

اور اگر آپ امام یحییٰ کے بعد ان کی دلیل کا کسی کو قائل پائیں تو اس نے بھی صرف ان کی بات کی پیروی کی ہے اور ان کے قول کو ترجیح دی ہے۔ اگر ان کی پیروی کرنے والا کوئی مجتہد ہے تو اس کی دلیل بھی وہی ہے جو امام یحییٰ کی دلیل ہے (یعنی مسلمانوں نے قبے بنائے اور انکار نہیں کیا) اور اگر ان کے قول کی موافقت کرنے والا کوئی مجتہد نہیں ہے بلکہ عام آدمی ہے تو ان کے قول میں اس آدمی کی موافقت کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ قابلِ اعتبار مجتہدین

کے اقوال سمجھے جاتے ہیں (جبکہ ان کو کتاب و سنّت کی کسوٹی پر کس لیا جائے) مقلدین کے اقوال نہیں۔

اب اگر آپ کو یہ جانچنا ہے کہ حق کس طرف ہے۔ امام یحییٰ اور ان کے قول پر چلنے والوں کی طرف، یا ان کے مقابلے پر تمام اہلِ بیت نبی، تمام صحابہ، تمام تابعین اور تمام تبع تابعین اور چاروں مذہب کے اگلے پچھلے ائمہ، علماء اور تمام مسلمانوں کی طرف ہے تو ایسی صورت میں آپ پر واجب ہے کہ اس اختلاف کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کتاب و سنت کی طرف لوٹاؤ۔

اگر آپ کہیں کہ بتاؤ کتاب و سنت کی طرف کس طرح لوٹائیں جس سے ہمیں پورا فائدہ ملے اور حق ظاہر ہو جائے اور اس مسئلے میں پتہ چل جائے کہ صحیح کون ہے اور غلط کون ہے۔

آیئے میں مطلوبہ کیفیت بیان کرتا ہوں اور کوئی شک و شبہ نہ رہے وہ بات واضح کرتا ہوں تاکہ آپکے ذہن اور سمجھ میں کوئی التباس نہ رہے۔ عرض صرف اتنی ہے کہ جو میں کہوں اس کے لئے کان کھول لیجئے اور اپنی سمجھ اور ذہن کو متوجہ کیجیے۔

اللہ سبحانہٗ نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ جو تم کو رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ۔ (الحشر ۷)

اس آیتِ کریمہ میں بندوں کے لئے اس چیز پر عمل کرنا اور قبول کرنا واجب ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں اور اس چیز سے رکنا اور اسے چھوڑنا واجب کیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روکیں۔

اور اللہ تعالیٰ سبحانہٗ نے فرمایا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔ (آل عمران ۳۱)

اس آیتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہر اس بندے پر واجب ٹھہری جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی وہ معتبر معیار ہے جس سے بندے کی محبت اپنے خدا سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اور اتباعِ نبوی ہی وہ واحد

سبب ہے جسکے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مستحق ہوتا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النساء ۸۰)

اس آیتِ کریمہ میں رسول اللہ صلعم کی اطاعت کو عین اللہ کی اطاعت بتایا گیا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام کیا۔ اور وہ انعام یافتہ انبیاء ہیں، صدیقین ہیں اور شہداء ہیں اور نیک لوگ ہیں اور ان کا پڑوس اچھا ہے۔ (النساء ۶۹)

یہ سعادت اسکے لیے واجب فرمائی جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہو یعنی وہ ان بندوں کے ساتھ ہوگا جو درجہ میں تمام بندوں سے اونچے ہیں اور قدر و منزلت میں بہت بلند ہیں۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ اور جو اطاعت کرے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو داخل فرمائے گا ایسی جنتوں میں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے تو اسے اللہ تعالیٰ داخل فرمائے گا آگ میں، ہمیشہ اس میں رہے گا اور اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ (النساء ۱۳-۱۴)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ اور جو اطاعت کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگار بنے وہ لوگ ہی کامیاب ہیں۔ (النور ۵۲)

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی۔ (المائدۃ ۹۲)

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس طرح کہنے کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ۔ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ (آل عمران ۵۰)

اور حقیقت یہ ہے کہ رسول کی اطاعت کی تاکید کرنیوالی آیات ۳۰ سے زیادہ ہیں۔ ابتک جن آیات کو بیان کیا گیا ان سے یہ دو نہایت مفید باتیں معلوم ہوتیں۔ ۱۔ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائیں یا جس سے روکیں اس میں اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق واجب ہے۔ (۲) ان کاموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آپ جو حکم دیں گے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے۔

اور ہم عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صحیح حدیث بیان کریں گے جسمیں قبروں کو اونچا بنانا اور ان پر عمارت کھڑی کرنا منع ہے اور ایسی اونچی قبروں کو برابر کر دینا اور ان عمارتوں کو منہدم کر دینا واجب بتایا ہے لیکن اس سے پہلے ہم یہاں کچھ باتیں تمہیدی طور پر بتانا چاہتے ہیں پھر ہم اپنے مقصد کیطرف آئیں گے۔ تاکہ اس بحث کو ملاحظہ فرمانے والے امام یحییٰ کے قول اور دوسرے فریق کے دلائل کا نتیجہ دیکھ لیں جبکہ دونوں کا فیصلہ کتاب اللہ اور سنّتِ رسول سے کرایا جائیگا۔ اس جھگڑے میں کتاب وسنّت کے چند دلائل ہی یقیناً کافی وشافی ہوں گے۔ اللہ ورسول کے دلائل سے سمجھدار آدمی کو معلوم ہو جائیگا کہ قبروں کو اونچا بنانے میں شیطان نے اس امت کو دھوکا دیکر کتنے بڑے فتنے میں مبتلا کیا ہے اور یہی امت کیا اس شیطان نے تو اگلی امتوں کو بھی اسی جال میں پھانسا تھا جیسا کہ اللہ سبحانہٗ نے ارشاد فرمایا۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ اِلَّا خَسَارًا۔ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا۔ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا۔ نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار! ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور ایسوں کی اتباع کی جس نے اس کے مال اور اولاد کو سوائے تباہی کے اور کچھ نہ دیا۔ ان لوگوں نے بڑا ہی مکر وفریب کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہرگز مت چھوڑو اپنے معبودوں کو اور ہرگز نہ چھوڑو ودکو اور نہ یغوث کو اور نہ سواع کو اور نہ یعوق اور نسر کو بھی نہ چھوڑو۔ (نوح ۲۱-۲۳)

یعود، سواع، یغوث ویعوق اور نسر بنی آدم میں نیک لوگ تھے اور انکے فرمانبردار ساتھی تھے جب یہ انتقال کر گئے تو ان کے فرمانبردار ساتھیوں نے کہا، اگر ہم ان بزرگوں کی تصویریں بنالیں تو ان کو یاد کر کے ہم کو اللہ کی عبادت کرنے میں بھی بڑا مزا آئیگا۔ چنانچہ انہوں نے ان کی صورتیں بناڈالیں۔ پھر جب یہ لوگ مر گئے اور ان کی نسل کے دوسرے لوگ آئے تو ابلیس نے آکر انہیں بتایا کہ تمہارے باپ دادا ان صورتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور ان ہی سے بارش طلب کیا کرتے تھے۔ تو نئی نسل کے لوگ ان مجسموں کو پوجنے لگے اور ہوتے ہوتے پورا عرب ان بتوں کی پوجا اور عبادت میں لگ گیا۔ اس تفسیر کیمطابق ابن عباسؓ سے صحیح بخاری میں ایسا ہی بیان آیا ہے۔

اس کی تائید صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ والی اس روایت سے ہوتی ہے کہ ام سلمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملک حبش کے ایک کنیسہ کی بات کی اور وہاں جو مجسموں کو دیکھا تھا وہ بھی بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنا کر یہ مجسمے سجالیتے تھے۔ اللہ کے نزدیک یہ لوگ مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے اس آیت (افرأیتم اللات والعزیٰ) کے تحت لکھا ہے "لات حاجیوں کیلئے ستو گھولا کرتا تھا جب اسکا انتقال ہوگیا تو اس کی قبر پر ان لوگوں نے میلہ لگالیا۔

صحیح مسلم میں حضرت جندب بن عبداللہ بجلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے، خبردار تم مت بنانا میں تمکو اس سے روکتا ہوں۔

اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو آپ نے ایک کپڑا اپنے چہرہ مبارک پر ڈال لیا، جب آپ کو تکلیف کچھ کم ہوتی تو کپڑا ہٹالیتے اور فرمالیتے، اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا انکے کرتوتوں سے آپ ڈرا رہے تھے۔

اور صحیحین میں ابن عباس اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہما سے اسی طرح یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو برباد کرے انہوں نے اپنے

نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں فرمایا جس سے آپ شفایاب نہیں ہوئے "اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد یعنی سجدہ گاہ بنالیا۔ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر شریف بالکل کھلی ہوئی رکھی جاتی۔ مگر آپ کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں آپ کی قبر شریف کو سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے۔

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جن پر قیامت برپا ہوگی اور وہ لوگ بھی سب سے بدتر ہیں جنہوں نے قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

امام احمد اور اہل سنن نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے اور ان لوگوں پر بھی جو قبروں کو سجدہ گاہ بنالیں اور ان پر دیئے روشن کریں۔

صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابو الہیاج اسدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم کو میں اسی کام پر بھیج رہا ہوں جس کام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا وہ یہ کہ میں جو بھی تصویر اور مجسمہ دیکھوں اسے تباہ کردوں اور جو بھی اونچی قبر دیکھوں اسے برابر کردوں"۔ صحیح مسلم میں حضرت ثمامہ بن شفی سے بھی اسی طرح حدیث آتی ہے۔

اس روایت میں اس بات کی بڑی زبردست دلیل ہے کہ شرعی مقدار سے جو بھی قبر اونچی ہو اسے برابر کردینا نہایت درجہ واجب ہے۔ اونچی قبر کے معنی یہ ہیں کہ یا تو اس کی اونچائی زیادہ ہو یا اس کے قبر پر قبہ ہو یا مسجد ہو۔ یہ سب چیزیں قبر کے پاس بلاشک ممنوع ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گرانے کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا تھا پھر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ابو الہیاج اسدی کو اس کام پر بھیجا۔

امام احمد اور امام مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے صحت کے ساتھ اور نسائی اور ابن حبان

رحمہم اللہ اجمعین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو چونا گچ کرنے اور اس پر عمارت بنانے اور اسے روندنے سے منع فرمایا ہے۔ ان روایت کرنے والے ائمہ نے مسلم سے یہ جملہ بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ان قبروں پر کچھ لکھا بھی نہ جائے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ جملہ لکھنے کے بارے میں امام مسلم رحمہ اللہ کی شرائط روایت کے مطابق ہے اور صحیح و غریب ہے۔

اس بیان میں قبروں پر عمارت نہ بنانے کی صاف صراحت موجود ہے اور یہ صراحت اس چیز پر صادق آتی ہے جو قبر کے اردگرد بنائی جاتی ہے جیسا کہ آجکل لوگ قبروں کو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی بنایا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ نفس قبر کو مسجد کی شکل میں بنا ڈالیں بلکہ اس صراحت سے یہی مراد ہے کہ قبر کے پاس اور اس سے ملی ہوئی کوئی چیز بنائی جائے اور محض قبر پر بھی اس وقت صادق آئے گی جبکہ قبر کے اردگرد کچھ بنا دیا جائے۔ قبر پر قبوں اور مسجدوں اور مزارات کی طرح عمارتوں کو اس طرح بناتے ہیں کہ اصل قبر اس کے بیچ میں رہے یا اس کے ایک جانب ہو جائے۔ یہ بھی قبروں پر عمارتوں میں شامل ہے۔ تھوڑی سی سمجھ رکھنے والا بخوبی سمجھ جائے گا۔ اگر کہا جائے کہ بادشاہ نے فلاں شہر یا قریہ میں فصیل بنائی ہے۔ تو وہ فصیل شہر یا قریہ کے ایک طرف ہونے کے باوجود شہر ہی میں مانی جائے گی۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں نے فلاں جگہ ایک مسجد بنائی ہے۔ تو وہ مسجد شہر کے ایک جانب ہوتے ہوئے بھی شہر کی مسجد کہلائے گی چاہے وہ کسی تنگ جگہ بیچ میں ہو یا کسی بڑی اور وسیع جگہ میں ایک جانب ہو اور جو یہ کہے کہ قبر کے پاس کوئی عمارت یا مسجد کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ قبر پر عمارت ہے یا قبر کے اندر مسجد ہے یا مسجد کے اندر قبر ہے تو وہ ایسا جاہل شخص ہے جو عربی زبان سے بھی ناواقف ہے اسے نہیں معلوم کہ زبان کس طرح استعمال ہوتی ہے۔

اور جب معاملہ ایسا ہی ہے تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ قبروں کو اونچا بنانا اور قبے تعمیر کرنا اور وہاں مسجدیں تعمیر کرنا اور اسے زیارت گاہ بنا لینا ایسے کام ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی لعنت وارد ہوئی ہے اور کبھی آپ نے بددعا کی کہ "اللہ تعالیٰ کا سخت غصہ نازل ہو اس قوم

پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنالیا ہے۔

اور صحت کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ کبھی آپ نے اس سے منع فرمایا تو کبھی ان عمارتوں کو منہدم کرنیکے لئے کسی کو بھیجا۔

کبھی اس قبر پرستی کو آپ نے یہود و نصاریٰ کا فعل بتایا تو کبھی فرمایا "میری قبر کو بت نہ بنالینا" تو کبھی یہ بھی فرمایا کہ میری قبر کو موسمی میلے اور اجتماع کا باعث نہ بنالینا۔ جیسا کہ اکثر قبوری لوگ کرتے ہیں، مردوں میں سے جن پر ان کو اعتقاد ہوتا ہے ان کے لئے اوقات اور موسم مقرر کر لیتے ہیں اور پھر وہ ان قبروں پر جمع ہوتے ہیں، وہاں پر وہ کچھ تقریب اور عبادت کے کام کرتے ہیں اور ان قبروں پر وہ آس لگا کر بیٹھتے ہیں وغیرہ۔ ہر ایک کو ان برباد شدہ لوگوں کے متعلق معلوم ہے کہ جنہوں نے پیدا کرنے والے، کھلانے پلانے والے مارنے اور جلانے والے پروردگار کی عبادت کو تو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی ایسے بندے کی عبادت شروع کر دی جو بے چارا زمین کی تہوں کے نیچے جا سویا، جو بے چارہ اپنے لئے اپنی طاقت سے نہ کوئی نفع حاصل کر سکتا ہے اور نہ اپنے اوپر سے کوئی تکلیف ہٹا سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح اعلان کرنیکا حکم دیا۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا۔ آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنے لئے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ (الاعراف ۱۸۸)

یہاں دیکھو سید البشر اور اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ پاکباز نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے حکم سے خود اپنے بارے میں یہ فرما رہے ہیں کہ میں خود اپنے لئے بھی کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ اور اسی طرح صحیح حدیث میں یہ بھی آپ نے فرمایا۔

يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ اے فاطمہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کے پاس ذرا بھی کام نہ آسکوں گا۔

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود اپنے متعلق اور اپنی سب سے زیادہ محبوب لختِ جگر بیٹی کے متعلق یہ فرمائیں تو پھر آپ کا ان موتیٰ کے متعلق کیا خیال ہے کہ جو نہ تو نبی

معصوم تھے اور نہ رسول تھے بلکہ حد سے حد جو ان کے پاس پونجی ہے وہ صرف یہ کہ وہ بھی امتِ محمدیہ کے افراد میں سے ایک فرد تھے اور ملتِ اسلامیہ پر چلنے والوں میں سے وہ بھی ایک چلنے والے تھے۔ تب تو وہ (نبی کے مقابلے میں) عاجز ہی عاجز ہیں، اس بات سے کہ وہ خود اپنے لئے کسی نفع اور نقصان کے مالک ہوں۔

اور وہ موتیٰ اس چیز سے عاجز کیوں نہیں ہوں گے جس سے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو عاجز بتا کر قرآن مجید کے ذریعہ اپنی امت کو خبر دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس طرح اعلان کرنے کے لئے فرماتا ہے کہ آپ خود اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے خاص الخاص رشتہ داروں کے بھی کام نہ آسکیں گے۔

تعجب بر تعجب ہے اس شخص پر جسے علم کا ادنیٰ سا حصہ بھی ملا ہو یا تھوڑی سی بھی دین کی معرفت نصیب ہوئی ہو اسے ان ہی نبی کی امت کے افراد اور اسی نبی کی اطاعت کرنے والے اور اسی نبی کی شریعت کی پیروی کرنے والے کس طرح نفع و نقصان کے مالک ہو سکتے ہیں جب کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے وہ خود اپنی جان کے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو رشد و ہدایت نصیب فرمائے کیا آپ کے کانوں نے عقل کی گمراہی کا اس سے زبردست حال سنا ہے جیسی گمراہی ان قبروں کے پجاریوں سے ظاہر ہو رہی ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

ہم نے اس مسئلہ کی وضاحت اس سے بھی زیادہ اپنے اس رسالہ میں کی ہے جس کا نام "الدر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید" ہے اور جو لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

بلا شک و شبہ مرنے والوں پر اس طرح کی عقیدت کا سب سے بڑا سبب ان کی قبروں کا اونچا اٹھانا اور ان پر غلاف چڑھانا اور ان قبروں کو پکا بنانا اور ان کو حد درجہ زیب و

زینت دے کر سجانا ہی ہے اور طرح طرح کے حسن سے آراستہ کرنا ہی اس اعتقاد کا سبب ہے۔ جب ایک جاہل ان قبروں کی شاندار قبے والی عمارت میں داخل ہو کر نظر ڈالتا ہے تو اسے پُر جمال پردے اور پُر نور چراغ اور خوشبو بکھیرتی انگیٹھیاں سلگتی نظر آتی ہیں تو خود بخود اس جاہل کا دل قبر کی عظمت سے معمور ہو جاتا ہے اور اس قبر والے کی قدر و منزلت سے اس کا ذہن بھنچ کر رہ جاتا ہے۔ اور اس ماحول کی لہر اور ہیبت اس کے اندر ایسی سرایت کر جاتی ہے جو اس کے دل میں شیطانی عقیدوں کو جنم دیتی ہے مسلمانوں کے لیے شیطان کا یہ سب سے بڑا جال ہے اور بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ سب سے زبردست وسیلہ ہے جو اس ناواقف آدمی کو آہستہ آہستہ اسلام سے برگشتہ کرتے کرتے یہاں تک لے آتا ہے کہ وہ آدمی صاحبِ قبر سے وہ چیزیں مانگنے لگتا جنہیں عطا کرنے کی قدرت سوائے اللہ سبحانہٗ کے اور کسی میں نہیں ہے۔ اس طرح وہ آدمی مشرکوں میں شمار ہو جاتا ہے۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایسے سج دھج والے مزاروں کی پہلی ہی زیارت میں شرکیہ عقیدہ میں مبتلا ہوتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ زندہ لوگ اس صاحب مزار پر جان چھڑک رہے ہیں تو یقیناً اس میں دنیا یا آخرت کا کوئی نہ کوئی فائدہ ہی ہوگا۔ خصوصاً جب کہ علماء کی شکل و شباہت کے لوگ بھی وہاں آ آ کر حاضری دے رہے ہوں اور مزار پر جم گئے ہوں اور مزار کے کناروں کو ہاتھوں سے چھو رہے ہوں تب تو اس عام آدمی کا بچے رہنا بہت مشکل ہے۔

اور کبھی شیطان انسانوں میں سے اپنے بھائی بندوں کو اس مزار پر لا بٹھاتا ہے جو زیارت کو آنے والے لوگوں کو دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرتے ہیں اور سادہ لوح آدمیوں کے سامنے اپنی طرف سے ہولناک باتیں گھڑ گھڑ کر میت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں وہ بیچارے اپنی سادگی کی وجہ سے انکی چالاکی کو سمجھ نہیں پاتے

کبھی یہ قبروں کے سجادہ نشین من گھڑت باتوں کا نام کراماتِ اولیاء رکھ دیتے ہیں، ان ہی کو پھیلاتے ہیں اور اپنی مجلسوں میں بار بار دہراتے ہیں بس یہ بے سند باتیں پھیل کر رہ جاتی ہیں۔ اہلِ قبور سے عقیدت رکھنے والا ان باتوں کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔ اور جیسا

وہ سنتا ہے ویسا ہی وہ اپنی مجلسوں میں دوسروں کو خوب مزے سے سناتا ہے۔ اس طرح ناواقف لوگ عقیدۂ شرکیہ کی خوفناک بلا میں پھنس جاتے ہیں اور اپنے بہترین مال کی نذریں اس میت کے لیئے گزارتے ہیں اور اپنی دل پسند جائدادیں بھی اس مزار کی نذر کر دیتے ہیں ان کا اعتقاد یہی ہوتا ہے کہ وہ صاحب قبر کے صدقے میں بڑی خوشحالی اور بڑا اجر پائیں گے۔ اسی کو وہ زبردست قربت سمجھتے ہیں۔ اسی کو نفع بخش اطاعت جانتے ہیں اور اسی کو مقبول نیکی مانتے ہیں۔ اس طرح شیطان گمراہ کرتا ہے۔

ان لوگوں نے یہ گورکھ دھندے اور مزاروں کا ڈر وخوف اور جھوٹی اور بے سند باتیں اس لیئے پھیلائیں تاکہ اس ملعون ذریعے سے لوگوں کے مالوں پر ہاتھ صاف کرنے کا موقعہ ملے اور اس وسیلۂ ابلیسیہ سے ان قبروں کی وقف جائدادیں بڑھیں۔ مشہور قبروں کا مال وجائداد کہیں کہیں اتنا زبردست جمع ہو چکا ہے کہ پوری پوری بستی کے مال وجائداد سے بڑھ جائے۔ اور یہی باطل حیلوں سے جمع کیئے ہوئے مال وجائداد کو فقیروں کے زبردست گروہ میں تقسیم کیا جائے تو وہ مالدار بن جاتے۔ حالانکہ یہ سب مال ان نذروں اور نیازوں سے جمع کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ مانی گئیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی نذر نہیں ہوتی۔

اور مزاروں پر یہ ساری نذریں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیئے نہیں بلکہ یہ ساری نذریں ماننے والے اللہ تعالیٰ کے غضب وعذاب کے مستحق ہوتے ہیں کیونکہ ان نذروں کا ماننے والا مردوں اور اصحاب قبور میں خدائی اور الوہیت کا معتقد بن کر دین سے پھسلنے لگتا ہے جب کہ کوئی اپنا محبوب مال یوں ہی خرچ کرنے سے رہا۔ یہ اسی وقت خرچ کرتا ہے جب کہ اس کے دل میں محبت وتعظیم (جو صرف اللہ کے لیئے ہے) قبر اور صاحب قبر کی ایسی رچ بس جاتی ہے اور عقیدۂ تعظیم میں ایسا غلو پیدا ہو جاتا ہے کہ اب وہ صحیح و

وسالم عقیدہ کے ساتھ اسلام کی طرف لوٹنے کے لائق بھی نہیں رہتا۔ (اللہ اپنی پناہ میں رکھے)۔ (آمین)

یہ فریب اور دھوکہ میں مبتلا ہو کر نذریں اور نیازیں کرنے والوں سے کوئی بندہ خدا اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کاموں پر خرچ کرنے کے لئے کچھ مانگے تو بلاشبہ انکی جیب سے کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ تو اب آپ ہی اندازہ لگا لیجئے کہ شیطان نے ان کو کیسا نچایا اور کیسی اندھی اور اتھاہ گہرائیوں میں پھینکا ہے۔ آخر یہ مفاسد اور برائیاں گورِ غریباں کی بجائے قبروں کو پر تکلف اور شاندار محلات بنانے کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔

اور ایک خرابی تو ایسی ہے جو آدمی کو اسلام کے دیوار کے پیچھے دے مارتی ہے اور دین کی اونچی چوٹی سے سر کے بل آدمی کو نیچے لا پھینکتی ہے وہ یہ کہ آدمی اپنے بہترین جانور اور مویشی قبر کے پاس غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں، تقرب حاصل کرنے اور من کی مراد پوری کرانے کے لئے۔ پھر صنم پرستی اور قبر پرستی میں فرق ہی کیا رہا صرف نام کا فرق ہے۔ نام کے فرق سے حلال وحرام میں فرق نہیں پڑے گا۔ اگر کوئی شخص شراب کا نام کچھ اور رکھ کر پیئے تو مسلمانوں کے نزدیک وہ شرابی ہی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ قربانی بھی بندوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عبادت ہی ہے۔ اب جو شخص ہدیہ، فدیہ اور قربانی غیر اللہ تعظیم و تکریم کے لئے کرتا ہے تو یہ بھی ان کی عبادت ہے جو غیر اللہ سے بھلائی حاصل کرنے اور برائی دور کرنے کیلئے کی جاتی ہے۔ ان کاموں کی برائی محض سن لینے سے ہی معلوم ہو جاتی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابوداؤد میں سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث آتی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لاعقر فی الاسلام" اسلام میں عقر نہیں ہے۔ امام عبدالرزاق کہتے ہیں کہ مشرکین قبروں کے پاس گائے اور بکریاں ذبح کرتے تھے۔ آپ نے منع فرمادیا کہ اسلام میں یہ جائز نہیں۔

ہم نے اب تک نہایت مضبوط اور بہترین طریقے، اونچی آواز، واضح اور مفید استدلال

کے ساتھ اس بحث کو اختتام تک پہنچا کر ثابت کر دیا کہ صاحب البحر نے امام یحییٰ سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ علماء کی غلطیوں میں سے ایک غلطی اور مجتہدین کی خطاؤں کی جنس سے ایک خطا ہے اور یہ بتقاضا بشری ہے۔ معصوم وہ ہے جسے اللہ معصوم بنائے۔ ہر عالم کی بات قبول بھی کیجائے گی اور چھوڑ بھی دیجائے گی حالانکہ امام یحییٰؒ بہت انصاف پسند اور متلاشی حق امام ہیں لیکن جب ہم نے دیکھا کہ قبروں پر قبے بنانا جائز کہتے ہیں اور سب کے خلاف کہہ رہے ہیں تو ہم نے انکے اختلاف کے وقت کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کی طرف رجوع کیا۔ اور اختلاف کیوقت اس طرح رجوع کرنا اللہ تعالیٰ واجب قرار دیا ہے، تو ہم نے دیکھا کہ امام یحییٰ نے جس بات کو جائز کہا ہے دلائل سے وہ بات غلط اور ممنوع ثابت ہوئی اور ان کی بات پر عمل کرنے والے کو ملعون اور اللہ کے غصہ کا حقدار بھی بتایا گیا۔ ساتھ ساتھ ان کی بات شرک کا ذریعہ اور ملتِ اسلام سے نکال پھینکنے کا وسیلہ بھی ہے جیساکہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں۔

اگر امام یحییٰ کے ساتھ اور امام بھی قبوں کے جواز کے قائل ہوتے تب بھی ان کا قول مردود ہوتا جیساکہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں۔ لیکن یہاں تو صرف ایک ہی فرد اسکے قائل ہیں۔ حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صحیح حدیث موجود ہے۔ کل امر لیس علیہ امرنا فھو رد۔ ہر وہ کام جو ہمارے دین میں نہ ہو وہ مردود ہے اور ظاہر ہے کہ یہ قبروں کو اونچا کرنا اور قبے بنانا اور قبروں پر مسجدیں بنانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے ہی نہیں۔ تو اب جو شخص بھی ان کاموں کو جائز کہتا ہے تو وہ قابلِ رد اور ناقابلِ قبول ہے۔

رب سبحانہٗ وتعالیٰ نے شریعت اسلامیہ صرف کتاب وسنت کو قرار دیا ہے۔ اب کسی بڑے سے بڑے عالم کی اقتدار کتاب وسنت کی مخالفت میں ہو ہی نہیں سکتی۔ ہاں کسی مسئلہ میں اجتہاد کا حق ادا کرتے ہوئے اگر عالم سے خطا ہو گئی تب اسے اس پر ایک اجر ملے گا لیکن دوسروں کیلئے جائز نہیں کہ اس کی خطا میں بھی فرمانبرداری کریں۔ جیساکہ ہم شروع میں سمجھا چکے ہیں۔

فائدہ

اور جو امام یحییٰ نے دلیل دی ہے کہ ان قبوں کو مسلمانوں نے استعمال کیا اور انکار نہیں کیا گیا تو ان کا یہ قول مردود ہے، اس لئے کہ مسلم علماء ہر دور میں ان احادیثِ شریفہ کو روایت کرتے آئے ہیں جن میں قبوریوں اور خرافیوں پر اللہ کی لعنت وارد ہے۔ اپنے مدارس اور مجالس میں علماء وحفاظ نے شرعی طور پر ان خرافات کی حرمت برقرار رکھی ہر پچھلا اپنے اگلے سے اور ہر چھوٹا اپنے بڑے سے اور ہر متعلم اپنے عالم سے یہ حدیثیں روایت کرتے رہے ہیں، دورِ صحابہ سے اب تک یہ احادیث جاری وساری ہیں۔ امہات، مسندات، تصنیفات، تفاسیر و اخبار، کتبِ فقہ وسیر اور محدثین کرام کی مشہور زمانہ کتابیں ان احادیث و دلائل سے معمور ہیں جن میں ان شرکیہ کاموں کے کرنیوالے پر لعنت کی گئی۔ علماء برابر ہر زمانے میں ان کاموں کی پوری پوری تردید کرتے رہے ہیں۔ ابن قیمؒ نے اپنے استاذ، سلف خلف کے مذاہب پر پوری نگاہ رکھنے والے علامہ تقی الدینؒ کا یہ قول وارد کیا ہے کہ "اصحاب امام احمدؒ و امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے ان کاموں کو حرام قرار دیا ہے۔ اور چوتھے گروہ نے اسے مکروہ کہا ہے۔ اور ہمارا حسنِ ظن یہ ہے کہ یہ مکروہِ تحریمی ہی ہوگا۔ گویا ان کاموں کی حرمت پر علماءِ امت کا اجماع ہے۔

اور پھر یہ کہنا کہ بزرگوں کی قبروں پر قبے تعمیر کرنا جائز ہے کس طرح جائز ہو سکتا ہے جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بالکل صاف الفاظ میں موجود ہے کہ "یہ ایسی قوم ہے کہ جب ان میں کوئی بزرگ آدمی انتقال کر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر لیتے تھے" اور اسی سبب سے

ان پر لعنت کی۔ آخر اہلِ کتاب نے اپنے بزرگوں کی قبروں پر ہی تعمیرات کی تھیں اور اسی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔

آیئے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے۔ آپ سید البشر ہیں خاتم الرسل ہیں، مخلوقِ خدا میں سب سے بہتر ہیں سب سے پاک ہیں۔ خود اپنی قبر شریف کو سجدہ گاہ، میلہ اور بت بنانے سے منع فرماتے ہیں۔ اور امت کے تمام بزرگوں کو آپ ہی کی فرمانبرداری میں بزرگی ملی اب اگر امت کے کچھ لوگوں نے آپ کی قبر شریف پر قبہ تعمیر کر دیا تو وہ جائز کیسے ہوگا۔ کون سا فضل اور کون سی ایسی بزرگی ہے جو آپ کو نہ ملی ہو۔ آپ کی بزرگی کے مقابلے میں بڑے سے بڑے بزرگ کی بزرگی ایک ادنیٰ حصہ بھی نہیں۔ جب آپؐ کی قبر شریف پر میلہ لگانا، مسجد تعمیر کرنا، بت بنا کر پوجنا حرام ہے تو دوسروں کی قبروں پر یہ چیزیں کیسے جائز ہو جائیں گی۔؟

یہ تو نہایت ہی نامناسب بات ہے کہ بزرگوں کی بزرگی سے حرام چیزوں کو حلال کر لیا جائے۔ استغفر اللہ۔

والحمد للہ الذی ھدانا للحق ووفقنا لاتباعہ وصلی اللہ علی محمد عبد اللہ ورسولہ وعلی آلہ اجمعین۔

کلامِ شیخ العالمؒ

آدہ کھوڑ کھ دا ضو ہس تہ سرانس
یام نادانس دآر گئی چھڑی
سومبرتھ دِ تھ دسلس تہ چھ انس
چھک لدان آسمانس میٹری
ڈاے گرزمین وسن چھے پانس
لرتھ ہے لرتھ تھس کرٹری

افسوس زندگی بھر وضو اور غسل سے کترا تا رہا۔ یعنی نماز
وعبادت کیلئے کبھی تیار نہ ہوا۔ اب داڑھی سفید ہو گئی تو دین یاد
آیا۔ دھن دولت کما کما کر ترکھان و گلگار اور معمار کے بھینٹ
چڑھا [illegible] اونچی اونچی عمارات تعمیر کرتا رہا۔ دیکھو!
[illegible] زمین کی نچلی سطح یعنی قبر ہے تو پھر بتاؤ کہ یہ
[illegible] کس کے لئے تعمیر کر ڈالے۔